~~17-18~~
18-19

Project work

Name : S.N. Amreen taj
class : III B.A [H.UP]
Roll : 3
Group : H.U.P
Subject : URDU

S.V.C.r. Govt. Degree. college
Palamaner

Scanned with OKEN Scanner

لکھنؤ کے اہم شعراء

شیخ قلندر بخش جرأت :-

اصل نام یحییٰ امان تھا - مگر شیخ قلندر بخش جرأت
کے نام سے مشہور ہوئے - ان کے والد کا نام حافظ امان تھا - جرأت
کی تعلیم معمولی تھی عربی سے ناواقف تھے - معمولی فارسی جا
نتے تھے - جرأت کا بچپن فیض آباد میں گزرا احباب کہ میر حسن
کے تذکرہ سے معلوم ہوتا ہے - کچھ وقت نواب محبت خان
بیر حافظ رحمت خان روہیلہ کے ساتھ گزرا - اس کے بعد
مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار سے متعلق ہو گئے تھے - اور آخر
عمر تک لکھنؤ ہی میں رہے - آخر ۱۸۱۰ء میں لکھنؤ میں انتقال کیا -

جرأت کی شاعری کی خصوصیات :-

جرأت' انشاء اور مصحفی کے ہم عمر تھے - میر کے بڑھا
پے میں یعنی زمانہ جرأت کی جوانی کا زمانہ تھا - میر جعفر
علی خان حسرت کے شاگرد تھے - جرأت میں شاعری کا ذوق
فطری تھا - ہر وقت فکر شعر میں غرق تھے - ایک دیوان اور
دو مثنویاں ان کی یادگار ہیں - دیوان میں غزلیں، رباعیا
ت، مخمس، مسدس، واسوخت، ہجو سلام، مرثیے بھی
کچھ ہیں - جس سے ان کی مشاقی کا اندازہ ہوتا ہے - غزل میں
عاشقانہ رنگ غالب ہے خصوصاً معاملہ بندی کے وہی

موجود ہیں - معاملہ بندی کے مضمون معشوق سے لگاوٹ اور جنسی اختلاط کی باتیں کرتے ہیں - جس سے جذبات میں تیزی پیدا ہو - شاعری کے علاوہ موسیقی اور نجوم کا بھی شوق رکھتے تھے - جوانی ہی میں نابینا ہوگئے تھے - مگر کس وجہ سے ایسا ہو گیا - اس میں اختلاف رائے ہے - طبیعت بہت حسین اور شگفتہ پائی تھی - نوابوں کو اپنے لطیفوں اور چٹکلوں سے خوش کرنے کا فن خوب جانتے تھے - اس لیے ان کی بڑی قدر ہوتی تھی -

شیخ غلام ہمدانی مصحفی :-

شیخ غلام ہمدانی نام اور مصحفی تخلص تھا - والد کا نام شیخ ولی محمد بن درویش محمد تھا - 1734ء میں امروہہ میں پیدا ہوئے - ابتدائی تعلیم امروہہ میں ہوئی - بچپن سے مطالعہ کا شوق تھا - نوجوانی میں دلی آ گئے - دلی میں رسمی تعلیم مکمل کی - لوگوں سے کتابیں مستعار لیکر پڑھتے تھے - مصحفی فارسی اور عربی میں اچھی مہارت رکھتے تھے - نہایت پُرگو شاعر ہیں جلد کہتے اور بہت کہتے ہیں جب سو دو سو اشعار ہو جاتے تو مشاعرہ کے دن لوگ آنا شروع ہوتے اور اپنی حیثیت کے مطابق روپیہ دو آٹھ آنے دیکر شعر خرید لیتے اور اپنا تخلص ڈال کر مشاعرہ پڑھتے اسطرح اشعار بانٹنے کے بعد جو دس پانچ اشعار بچ جاتے مصحفی ان پر رنگ آمیزی کر کے خود شاعرے میں پڑھتے اسطرح اشعار اسطرح ان کی معاشی ضرورت پوری ہوتی - آخر مصحفی 1824ء میں لکھنو میں انتقال ہوا -

مصحفی کی شاعری کے خصوصیات :-

مصحفی غزل کے استاد تھے - ان کی پُرگوئی کی وجہ سے اکثر کلام میں گہرائی اور بصیرت نہ پیدا ہو سکی - کبھی ان کے کلام میں سو

کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ تو کبھی میر کا کبھی جرأت کا تو کبھی میر سوز کا رنگ نظر آتا ہے۔ مگر ان کا اپنا ایک خاص رنگ کلام میں موجود ہے۔ جیسے نشاط شباب اور رنگینی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اکثر غزلیں بہت مشکل اور عجیب و غریب زمینوں میں لکھی ہیں۔ جس سے ان کے استادانہ کمال کا پتہ چلتا ہے۔ کلام میں قدیم رنگ نمایاں ہے زبان اور قواعد کا لحاظ بہت زیادہ رکھتے تھے۔ اس لیے کلام میں فنی غلطیاں بہت کم نظر آتی ہیں قصائد میں الفاظ اور معنی کی بلندی موجود ہے کلام میں حب وطن کے جذبات بھی موجود ہیں۔ یہ پہلے شاعر ہیں مصحفی نے اپنی شاعری کے ذریعہ انگریزوں کے خلاف آواز اٹھائی۔ چنانچہ ایک شعر نمونہ کے طور پر دیا جاتا ہے۔

ہندوستان کی دولت و حشمت جو کچھ تھی۔
ظالم فرنگیوں نے بہ تدبیر لوٹ... لی۔

مصحفی کے آٹھ ضخیم دیوان موجود ہیں اور وہ اس کے دو دیوان فارسی کلام کے مرتب کئے تھے۔ لیکن اب صرف ایک فارسی دیوان موجود ہے۔ اردو دیواوین میں غزل قصائد قطعات وغیرہ تمام اصناف سخن موجود ہیں۔ تین مثنویاں بھی لکھیں جس میں مثنوی بحر المحبت کافی مشہور ہے۔ نظم کے علاوہ نثر پر بھی کافی عبور تھا۔ چنانچہ فارسی شعراء کے کلام میں عالمانہ تجربے اور نمونہ کا عمدہ انتخاب کلام موجود ہے۔ یہ تذکرہ انتہائی مفید اور اردو شاعری کی تاریخ کی ایک اہم کڑی کی حیثیت کا حامل ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

انشاء اللہ خان انشاء :-

سید انشاء اللہ خان نام تھا - اور انشا تخلص کرتے تھے - سادات گھرانے سے ان کا تعلق تھا - والد میر ماشاء اللہ خان شاہی طبیب تھے - ان کے بزرگ نجف سے آکر ہندوستان میں بس گئے تھے - زوال سلطنت دلی کے بعد حکیم ماشاء اللہ خان مرشد آباد بنگال ہجرت کر گئے تھے - وہیں 1752ء میں انشاء کی پیدائش ہوئی - ان کی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام کیا گیا تھا - وہ بچپن ہی سے انتہائی ذہین و فطین تھے - جلد ہی تمام علوم و فنون میں مہارت حاصل کر لی اور زمانہ کے مذاق کے مطابق شاعری کی طرف مائل ہو گئے ابتداء میں والد سے اصلاح لیتے تھے - ان کے بعد کسی استاد سے اصلاح نہ لی -

سلطنت بنگال کے زوال کے بعد انشاء دلی چلے آئے اور شاہی دربار میں منسلک ہوئے - بادشاہ خود انگریزوں کے وظیفہ خوار تھے - حالات سے مجبور ہو کر انھوں نے لکھنو کا رُخ کیا جہاں پر دولت اور عیش و عشرت کی فروانی ہوئی مرزا سلیمان شکوہ کے دربار سے وابستہ ہو گئے انشاء کی ظرافت اور ذہانت نے ایسا سکہ جمایا کہ نواب سعادت علی خان ان سے ناراض تھے ہو گئے حکم ہوا کہ آج سے انشاء دربار کے سوائے اور کہیں نہ آئیں جائیں اور دربار میں اس وقت آئیں جب طلبی ہو - کچھ دنوں بعد میں نواب کی شکر رنجی اور بڑھی چنانچہ دربار سے تنخواہ بھی بند ہو گئی - جہاں ہاتھی جھولتے تھے - وہاں خاک اڑنے لگی - اس کشمکش کے عالم میں 1817ء میں لکھنو میں انتقال ہوا -

Scanned with OKEN Scanner

انشاء کی شاعری کی خصوصیات :-

انشاء بلا کے ذہین و فطین اور طباع تھے شاعری میں انھوں نے نئی نئی راہیں نکالیں اور طرح طرح کے تجربے کیے ان کی قابلیت اور زور کلام میں اس پایہ کا ہے کہ شاید اردو کے کسی اور شاعر کو یہ طرہ امتیاز حاصل ہوں کاش ایسے عالی دماغ شخص کو سکون اور سوسائٹی ملتی جو ان سے کوئی کار آمد چیز لکھوا لیتی تو ایسا کارنامہ ہوتا کہ اس کی نظیر نہ ہوتی -

انشاء کے کلیات میں تمام اصناف سخن موجود ہیں ان کے کلام ان کے زمانے کا آئینہ دار ہے - ان کے کلیات تقریباً گیارہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے غزل میں ان کا کلام لکھنوی مزاق کا آئینہ دار ہے - خیالات میں گہرائی اور تخیل میں وسعت نہیں بلکہ قادر الکلامی کی بناء پر شعر نکال لیتے ہیں - ظرافت اور مزاح کا عنصر غزل میں بھی غالب ہے جسکی وجہ سے غزلیں متانت اور سنجیدگی اور تغزل سے عاری ہیں - ان کا دماغ ایک ایسا ذخیرہ تھا - جو بلا کاوش ایک لمحہ میں ہر چیز پیش کر دیتا کبھی کبھی محاورے کی صحت پر ان سے سند مانگی جاتی تو لغت اور اساتذہ کے کلام سے فوراً نظیر پیش کر دیتے -

انشاء کو زبان پر بے پناہ قدرت حاصل تھی - اردو کے علاوہ عربی فارسی ترکی پشتو اور سنسکرت پر کامل عبور رکھتے تھے - توسیع زبان کا جو کام سودا نے شروع کیا تھا - انشاء نے اس کو وسعت دی انھوں نے اردو زبان کی قواعد لکھی اور اس کا نام دریائے لطافت رکھا یہ اردو زبان کی پہلی کتاب صرف و نحو ہے -

Scanned with OKEN Scanner

اس میں نہ صرف قواعد زبان سے بحث کی گئی ہے بلکہ آوازوں اور بولیوں حتیٰ کہ تلفظ کے بعض انفرادی خصوصیات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ سودا کی طرح انشاء کا رجحان فارسی، اردو، عربی کے علاوہ ہندی کی طرف بھی تھا۔ نثر میں ایک کہانی رانی کیتکی کے نام سے لکھی جو خاص ہندوستانی زبان میں ہے اس میں عربی اور فارسی کا ایک بھی لفظ استعمال ایسے ہیں جن میں کوئی نقطہ نہ ہو یہ ان کی قدرت زبان کا منظر ہے۔

—x—

شیخ امام بخش ناسخ

شیخ امام بخش ناسخ کی پیدائش فیض آباد میں ہوئی۔ بعد میں لکھنؤ آ گئے۔ خاندانی حالات منظرِ عام پر نہیں آئے۔ کہا جاتا ہے کہ لاہور کے ایک مالدار سوداگر نے انھیں گود لے لیا تھا۔ ان کی بہترین تعلیم کا انتظام ہوا۔ غرض علوم متداولہ میں عالم و فاضل تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے شاعری میں کسی سے اصلاح نہ لی۔ ایک مرتبہ کچھ غزلیں لے کر میر کے یہاں اصلاح کے لئے گئے لیکن میر نے شاگرد بنانے سے انکار کر دیا۔ اسکے بعد خود ہی اپنی غزلوں پر نظر ثانی کرتے رفتہ رفتہ استاد ہو گئے۔ ناسخ کو ترقی کے لیے میدان صاف ملا۔ کیونکہ میر، سودا، جرأت، مصحفی وغیرہ سب ایک کے بعد دیگرے اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔ چنانچہ جلد ہی بہت مشہور ہو گئے۔ سارے لکھنؤ میں ان کی شاعری کی دھوم تھی۔ شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اکثر رؤسا و امراء ان کے شاگرد تھے۔ غازی الدین حیدر نے ملک الشعراء کا خطاب دینا چاہا مگر ناسخ نے قبول نہیں کیا چنانچہ لکھنؤ چھوڑ کر ناسخ الہ آباد گئے۔ چندو لال شاداں نے حیدرآباد بلایا۔ پندرہ ہزار کی رقم پیش کی لیکن انھوں نے منظور نہ کیا۔

ناسخ کی شاعری کی خصوصیات :-

ناسخ کا خاص میدان غزل تھا۔ دیگر اصناف سخن میں انھوں نے طبع آزمائی نہیں کی۔ تین دیوان یادگار چھوڑے۔ ناسخ کی

شہرت کی بنیاد دو باتوں پر ہے - اول یہ کہ انھوں نے شاعری میں ایک نئے طرز کی بنیاد ڈالی جو دبستان لکھنؤ کے نام سے مشہور ہوئی - دوم یہ کہ انھوں نے زبان میں بڑی اصلاحیں کی بہت سے الفاظ جو قدیم شعراء استعمال کرتے تھے - انھیں متروک کردیئے ان کو ابتدال اور بھونڈے پن سے پاک کیا - روزمرہ اور محاورے کی حد بندی کی ریختہ کو اردو کا نام ناسخ ہی نے رواج لیا - تذکیر تانیث کے قاعدے مقرر کئے اپنی اصلاحات پر خود بھی عمل کیا - اور اپنے شاگردوں سے بھی عمل کرایا - جس کے نتیجہ میں ناسخ کی زبان آج تک مستند مانی جاتی ہے -

شاعری میں ناسخ کی توجہ شعر کی ظاہری میں کی طرف زیادہ رہی رعایت لفظی کی طرف زیادہ توجہ دی صنائع و بدائع کے بے حد شائق تھے ناسخ کے یہاں جذبات اور واردات قلبی کا بیان نہ ہونے کے برابر ہے گویا ناسخ کی شاعری دل کی نہیں بلکہ دماغ کی شاعری ہے - ناسخ اصلاح زبان کی رو میں فارسی اور عربی کے اکثر مشکل اور بھاری بھرکم الفاظ استعمال کر جاتے ہیں جسکی وجہ سے غزل کی نزاکت مجروح ہو جاتی ہے - ناسخ کا کلام و مثل کاغذ کے پھولوں کے ہے - جیسکو کسی ماہر فن نے بڑی محنت اور لگن سے تراش خراش کر تیار کیا ہو -

لکھنؤ میں ناسخ کے ہمعصر اور حریف حیدر علی آتش تھے - شاعری میں دونوں کا رنگ جداگانہ ہے - ناسخ کے یہاں خارجیت کا عنصر غالب ہے - تو آتش کے یہاں داخلیت کا دونوں بزرگوں میں شاعرانہ چشمک ہمیشہ رہی چنانچہ ناسخ کے انتقال کے بعد آتش نے شعر گوئی ترک کر دی تھی -

Scanned with OKEN Scanner

خواجہ حیدر علی آتش

خواجہ حیدر علی آتش دلی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے - والد کا نام خواجہ علی بخش تھا - شجاع الدولہ کے زمانہ میں دہلی چھوڑ کر فیض آباد چلے آئے خواجہ حیدر علی آتش فیض آباد میں 1768ء میں پیدا ہوئے - کم سنی میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا - جسکی وجہ سے تعلیم مکمل نہ ہو سکی بعد میں خود اپنی استعداد سے عربی اور فارسی میں کمال پیدا کیا - آتش کے خاندان میں پیری مریدی کا سلسلہ زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - لیکن انھوں نے یہ سلسلہ ترک کر دیا - بسلسلہ ملازمت لکھنو منتقل ہوئے یہاں انشاء اور مصحفی کے شاگرد ہوئے طبیعت میں فطری مناسبت تھی چنانچہ جلد ہی پختگی آگئی - سیکڑوں شاگردوں کو بھی استاد بنا دیا -

پیری مریدی کو ترک کر چکے تھے - لیکن مزاج سے قلندرانہ انداز نہ گیا - 80 روپیہ ماہوار بادشاہ لکھنو سے ملتے تھے - جس میں سے پندرہ روپیہ گھر میں دیتے اور باقی راہ خدا میں غرباء میں تقسیم کر دیتے ایک ٹوٹے پھوٹے مکان میں بوریا نشین ہو کر زندگی گزار دی - کوئی غریب آتا تو متوجہ ہو کر بات کرتے امیر آتا تو دھتکار دیتے

آتش کی شاعری کی خصوصیات:-

آتش کے غزلوں کا ایک دیوان یادگار ہے۔ جو آتش کی زندگی میں ہی شائع ہو گیا تھا۔ دوسرا اس کا تتمہ ہے جو ان کے انتقال کے بعد مرتب ہوا۔ آتش کے کلام میں بڑی اثر آفرینی خوش رنگی اور سوز و گداز ہے۔ الفاظ تراشے ہوئے پر معنی خیالات بلند مضمون ہمہ گیر اور پر معانی زبان صاف ستھری منجھی ہوئی۔ اس لیے میر و غالب کے بعد غزل میں انھیں کا درجہ ہے۔ ان کا خاص بات یہ تھی کہ دبستانِ لکھنؤ سے وابستہ رہتے ہوئے بھی لکھنؤ کی پر تصنع شاعری سے اپنے آپ کو الگ رکھا اور اپنا رشتہ دبستان دلی سے بنائے رکھا۔ روزمرہ اور محاورہ کا لطف آتش کے کلام میں بڑا لطف دیتا ہے ان کا دیوان مضامین بلند سے خالی نہیں فقیرانہ اور آزادانہ رنگ انھیں دوسرے شعراء سے ممتاز کرتا ہے ہیں۔

منزلِ فقر و فنا جائے ادب ہے غافل
بادشاہ تخت سے یاں اپنے اترتا ہے

آتش کا کلام ابتذال اور سوقیانہ پن سے پاک ہے اور زبان سہل اور عام فہم ہے۔ ان کی زندگی اور شاعری میں کوئی فصل نہیں جو قلندرانہ شان ان کی زندگی میں تھی۔ وہی ان کی شاعری میں ہے۔ دبستان لکھنؤ کے شعراء میں ان کا مقام منفرد اور ممتاز ہے۔

—x—

پنڈت دیا شنکر نسیم۔

پنڈت دیا شنکر کول اصلی نام تھا کا شمیری پنڈتوں کے خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ والد کا نام پنڈت گنگا پرشاد کول تھا۔ 1811ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے دستور زمانہ کے مطابق اردو فارسی کی تعلیم حاصل کی فارسی اور اردو شعراء کے کلام کا بہت دلچسپی کا مطالعہ کیا۔ طبعیت میں شعر اد کے کلام کا بہت دلچسپی کا مطالعہ کیا۔ طبعیت میں شعر اد کا مادہ قدرتی تھا۔ مشق اور ذہانت نے کلام میں پختگی پیدا کر دی۔ چنانچہ 20 سال کی عمر میں ہی شعر و سخن کا اچھا خاصا ذوق پیدا ہو گیا۔ خواجہ حیدر علی آتش کی شاگردی نے ان کے کلام میں مزید خوبی پیدا کر دی۔

دیا شنکر نسیم کے شاعری کے خصوصیات:۔

دیا شنکر نسیم 22 سال کی عمر میں اپنی مشہور مثنوی گلزار نسیم لکھی۔ جس نے ان کو شہرت دوام بخشی۔ حصول معاش کے سلسلہ میں شاہ اودھ کی فوج میں بخشی ہو گئے تھے لیکن عمر نے وفا نہ کی اور عین جوانی میں کم عمری کے باوجود ایک دیوان بھی ان کی یادگار ہے۔ ان کی غزل میں آتش کی طرح دنیا سے بے پرواہی، خود داری قناعت اور بے ثباتی عالم کے نقوش نمایاں ہیں۔ زبان کا لطف بھی

بڑا حجوا ضخیم موجود ہے۔ دیوان میں غزلیات کے علاوہ چند مخمس اور ترجیع بند بھی ہیں۔ ان کو شہرت دوام دیوان کی وجہ سے نہیں بلکہ مثنوی گلزار نسیم کی وجہ سے ملی کہا جاتا کہ یہ مثنوی پہلے بہت ضخیم تھی۔ استاد کے مشورہ پر انہوں نے اس کو مختصر کر دیا یہاں تک کہ بعض جگہ ضرورت سے زیادہ اختصار کی وجہ سے بیان کا تسلسل مجروح ہوتا ہے۔

مثنوی گلزار نسیم کا موضوع گل بکاولی کا قصہ ہے۔ مثنوی گلزار نسیم کا خاص جوہر اختصار، پختگی کلام، تناسب الفاظ بندش کی چستی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ نسیم نے تناسب لفظی کی صفت کو معراج کمال پر پہنچا دیا۔ نسیم نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا۔ وہ چند لفظوں کے ذریعے سے مکمل تصویر کھینچ دینے کا فن خوب جانتے تھے۔ محاورات کی برجستگی، تشبیہات و استعارات کی ندرت کلام کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ اردو زبان میں بہت سی مثنویاں لکھی گئی ہیں۔ سحر البیان ان کی لکھی ہوئی ہے۔ صورت جمال کا بیان سحر البیان میں ہے۔ نہ واقعات کا سنسنی خیز ہونا گلزار نسیم پر ختم ہوتا ہے۔ گلزار نسیم میں لکھنؤ کی تمام شاعرانہ تزئین و لطافتیں موجود ہیں

Scanned with OKEN Scanner